عبدالحلیم اثر افغانی

صوبہ سرحد کے چند ذاتی کتب خانے

صوبہ سرحد علمی اعتبار سے ہمیشہ سرسبز و شاداب رہا ہے - اس میں بے شمار علما و فضلا پیدا ہوئے اور ہر میدان میں کامیاب و کامران رہے - ان علما کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ ان کے کتب خانے نادر ذخائرِ علمیہ پر مشتمل تھے، جن میں غیر مطبوعہ اور قلمی کتابیں بہت بڑی تعداد میں موجود تھیں - پھر ان میں تنوع اور بوقلمونی کا یہ عالم کہ ہر موضوع کا صاحبِ علم ان سے مستفید ہو سکتا اور اپنی تشنگی دور کر سکتا تھا - یہ بزرگ صرف کتابیں جمع کرنے اور الماریوں میں سجا کر رکھنے ہی کے شوقین نہ تھے بلکہ باقاعدہ ان کا مطالعہ کرنے اور ان کے مضامین و مشتملات کو ذہن و فکر کی گہرائیوں میں اتارنے اور محفوظ رکھنے کے عادی تھے - یہ کتب خانے تفسیر و حدیث، فقہ و اصول، تصوف و سلوک، تاریخ و سیرت، ادب و بلاغت، فلسفہ و حکمت اور ہیئت و فلکیات وغیرہ ہر گوشۂ علم پر محیط تھے - اب بھی سرحد کے اربابِ علم اور اصحابِ دانش اپنے اسلاف کی اس روایت کو قائم رکھے ہوئے ہیں اور علم کے ان موتیوں کے جو ان کو اپنے اکابر سے ورثے میں ملے، پوری طرح محافظ و نگران ہیں - ان سطور میں صوبہ سرحد کے چند اہم کتب خانوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے -

کتب خانہ شیر محمد فاروقی

حضرت مولانا اخوند شیر محمد فاروقی (۱۱۴۰ھ - ۱۲۱۵ھ) اپنے دور کے جید عالم اور نامور صوفی تھے اور معقول و منقول میں دسترس رکھتے تھے - ان کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا - وہ صوبہ سرحد میں بڑی شہرت کے مالک تھے اور علما و طلبا کی کثیر تعداد نے ان کے سامنے زانوئے شاگردی تہہ کرنے کا شرف حاصل کیا - وہ طلبا کو درس دیتے تو طلبا اسے ضبطِ تحریر میں لے آتے، ان کے قیام و طعام کا بھی وہ خود انتظام کرتے اور کتابیں بھی

نہ فرماتے۔ انھوں نے متعدد خوش نویسوں کی جو خط نسخ اور خط نستعلیق میں ماہر تھے، خدمات حاصل رکھی تھیں۔ طلبا سے بھی وہ مختلف موضوعات کی کتابیں نقل کراتے تھے اور پھر یہ نایاب و نادر کتابیں مختلف شہروں، علاقوں اور ملکوں میں بھیجی جاتی تھیں اور اس طرح علم کی تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

ایک اندازے کے مطابق کم و بیش دس ہزار کتابیں ان کے کتب خانے میں موجود تھیں جو ہر موضوع کو گھیرے ہوئے تھیں۔ ان میں ایسی کتابیں بھی تھیں جو ہرن کے چمڑے پر لکھی گئی تھیں۔ یہ کتابیں عربی اور فارسی زبانوں میں تھیں اور نہایت قیمتی اور نادر کتابیں تھیں۔

مولانا اخوند شیر محمد فاروقی حافظ قرآن بھی تھے۔ ان کے والد کا اسم گرامی شیخ محمد فاروقی تھا جو سلسلۂ سہروردیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ انھوں نے خود اپنی ایک تصنیف میں لکھا جو ایک دوسرے عالم حافظ محمد عظیم عباسی مرحوم کے کتب خانے کی زینت تھی اور قلمی شکل میں تھی۔ ان کے ایک بھائی کا نام محمد زبیر تھا۔ اس کا ذکر بھی انھوں نے اپنی اسی کتاب میں کیا ہے۔ اس کتاب کے مقدمے میں انھوں نے یہ شعر لکھا ہے:

شیر محمد کہ ایں بخیر نوشت انہ برائے اخی زبیر نوشت

مولانا شیر محمد فاروقی کے زمانے میں جو کتابیں بمبئی، لاہور، دہلی اور پشاور میں طبع ہوئیں، ان میں سے اکثر کتابوں پر انھوں نے حواشی لکھے جو شائع ہوئے۔ وہ عربی، فارسی اور پشتو کے شاعر بھی تھے، علم عروض اور قوافی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔

کتب خانہ قمبر

علاقہ سوات میں ایک قصبے کا نام قمبر ہے جہاں سادات کا ایک خاندان آباد ہے اس خاندان میں ایک بزرگ بہت بڑے عالم و فاضل گزرے ہیں جو دیگر علوم کے ساتھ ساتھ شعر و ادب اور تاریخ سے بھی دلچسپی رکھتے تھے۔ پشتو میں بھی شعر کہتے تھے۔ تصنیف و تالیف کے ذوق سے بھی بہرہ ور تھے۔ ان کا کتب خانہ کئی ہزار قلمی کتابوں پر مشتمل تھا جو نہایت عمدہ خط میں لکھی گئی تھیں اور خطاطی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتی تھیں۔ ایک روایت کے مطابق افسوس ہے یہ کتب خانہ ضائع ہوگیا۔

کتب خانہ سید زکریا حسنی

صوبہ سرحد کے ایک معروف بزرگ اور ممتاز عالم سید زکریا حسنی تھے جو پیر طریقت سید علی ترمذی المعروف پیر بابا الحسنی والحسینی کے رفقا میں سے تھے۔ پیر بابا کی ہدایت پر سید زکریا حسنی نے سرحد کی مشہور شخصیت بایزید انصاری المعروف پیر روشان اور پیر تاریک سے مناظرے بھی کیے تھے۔ پیر روشان نے اپنی تصنیف "حالنامہ" میں اس کا ذکر کیا ہے۔ سید زکریا حسنی کا کتب خانہ بھی بڑا اہم تھا اور نادر قلمی کتابوں پر مشتمل تھا۔ اس میں بعض مشہور اور نامور شخصیتوں کے مکتوبات بھی تھے جو بعض نزاعی اور اختلافی مسائل پر محتوی تھے۔

کتب خانہ بادین

یہ مولانا سید عبدالعزیز کا کتب خانہ تھا، جن کا سلسلہ نسب یہ ہے: سید عبدالعزیز بن سید مہربان شاہ بن سید زمان شاہ بن سید خوباں شاہ بن سید دیوان شاہ بن سید جہیر شاہ۔ ان کا سلسلۂ نسب شیخ اتو شوربانی خویشگی قصوری سے ملتا ہے۔ مولانا عبدالعزیز کو علم و فضل کے اعتبار سے ہمیشہ شہرت حاصل رہی۔ ان کا مسکن پشاور سے تقریباً ایک سو ساٹھ میل دور قبائلی علاقے میں تھا۔ بہت عالم و فاضل اور مختلف علاقوں کے سیاح تھے۔ ان کے اساتذہ کا حلقہ بھی وسیع تھا اور تلامذہ بھی کثیر تعداد میں تھے۔

افغانستان اور ہندوستان کی سیاحت کے دوران انھوں نے بہت سی قلمی اور مطبوعہ کتابیں جمع کیں۔ لیکن انھوں نے بہت کم لوگوں کو اپنے کتب خانے سے استفادے کا موقع دیا بلکہ کہنا چاہیے کہ کسی کو کتب خانہ دکھانے سے ہمیشہ گریزاں رہے۔ ان کے کتب خانے کی چند کتابیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ کتاب "مجموعۂ سلطانی": یہ قلمی نسخہ ۱۰۹۳ھ میں بمقام لاہور (پنجاب) تحریر کیا گیا ہے۔ آخر میں یہ الفاظ تحریر ہیں:

حررہ عبیداللہ ولد حاجی شیخ یار محمد پایینی، خادم درگاہ حضرت پیر علی الہجویری داتا گنج بخش لاہوری غزنوی، در شہر لاہور، ۱۰۹۳ھ۔

حضرت شیخ یار محمد پایینی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے جلیل القدر بزرگ تھے اور سید آدم بنوری

کے نامور اور ممتاز خلفا میں سے تھے۔ اس کتاب پر اُن کے خاندان میں سے کئی علما کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں جن میں سے تین حضرات کے نام یہ ہیں: (۱) اعظم شاہ ولد ملا معزالدین (۲) سید غلام مصطفٰے، (۳) سید حبیب اللہ، اس میں یہ عبارت کندہ ہے: (اشہد ان محمداً حبیب اللہ ۱۲۷۱ھ) - یہ مہر نہایت خوب صورت ہے۔

(۲) کتاب "ہدایۃ المخلصین" ملفوظات "محبوب العالم شیخ حمزہ کشمیری"۔

"ملفوظاتِ شیخ پر مشتمل یہ کتاب حضرت شیخ حمزہ کے مرید شیخ حیدر نے تالیف کی ہے۔ اس کا کاغذ دبیز، سفید اور سیالکوٹ کا بنا ہوا ہے۔ اس عہد میں سیالکوٹ اور کشمیر میں جو کاغذ بنائے جاتے تھے، ان کی چار قسمیں تھیں۔ ——— (۱) وہ جو سمرقندی کاغذ کی قسم کا تھا۔ (۲) وہ جو ہراتی کاغذ کی قسم کا تھا۔ (۳) وہ جو خالص سیالکوٹی صنعت تھی۔ (۴) وہ جو خالص کشمیری صنعت تھی۔ پھر ان خالص سیالکوٹی اور کشمیری کاغذیں بھی دَورِ اوّل اور دَورِ دوم کی قسمیں ہیں۔

اس کتاب "ہدایۃ المخلصین" کے لیے جو کاغذ استعمال کیا گیا ہے، وہ قسم ۲ کا سیالکوٹی مگر ہراتی کاغذ کی نوع کا ہے، اور کاغذ کے دونوں اطراف ——— مہر شدہ ہیں۔ اس کاغذ کی خوبی یہ ہے کہ کم از کم ایک ہزار سال تک باقی رہ سکتا ہے اور اسے دیمک نہیں لگتی۔ اس کا خط نسخ اور نستعلیق دونوں قسم کا ہے۔ زیادہ نستعلیق ہے۔ قلم جلی، صاف، واضح اور خوش خط ہے اور یہ علم تصوف کی بہترین تالیف ہے۔

اس کتاب پر بھی حضرت حاجی یار محمد پاپینی علیہ الرحمۃ، پاپینی خاندان کے ممتاز افراد کے دستخط اور مہریں ثبت ہیں: (۱) محمد غلام ابن عبیداللہ العلام ابن غوث الایام و قطب الانام میاں حاجی یار محمد پاپینی۔ (۲) اعظم شاہ سنہ ۱۲۱۲ھ، (۳) [بادشاہ گل سنہ ۱۲۱۰ھ] (۴) [ازین الدین ۱۱۷۷] [محمد دین ۱۱۴۴] [محی الدین] [عبیداللہ] یہ مہریں ہیں۔

(۳) فصول۔ تالیف حبیب اللہ خان ولد اسداللہ خان۔

یہ اس حبیب اللہ کی تالیف ہے جس کی مہر کا ذکر سطور مندرجہ بالا میں کیا گیا ہے۔ حبیب اللہ اپنے زمانے کے فاضل و عالم اور اپنے علاقے کے نامی گرامی اور با اقتدار خان

تھے۔ ان کو علم ہیئت، ریاضی، نجوم، طب، تاریخ اور قدیم زبانوں کے رسم الخطوں میں یدِطولیٰ حاصل تھا۔ ان کی بہت سی تالیفات ہیں۔ فارسی اور عربی دونوں زبانوں کی نثر اور نظم میں لکھا مگر سب ضائع ہوگیا۔ ان کی پیشِ نظر کتاب کے دیباچے کے چند جملے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

الحمد لله على سوابغ نعمائه المتواترة فى كل زمان و سوائغ الآية المتقاطرة فى كلّ آن و نشكره على ما اصطفينا من كافة الامم ببدائع الاحسان و هدٰنا الى الشريعة النفيسة بسواطع البرهان۔

(۴) اسرارِ قاسمی، مجموعۂ غرائب نامی: یہ کتاب ملّا حسین واعظ کاشف ہروی مؤلّف تفسیر حسینی کی تالیف ہے۔

بزم یارانِ پشاور

۱۲۰۰ھ کے بعد پشاور شہر میں علما کا ایک ادارہ تھا، جس کا نام تھا "بزم یارانِ پشاور" اس بزم کے پاس نادر اور نایاب قلمی کتابوں کا ایک عظیم الشان ذخیرہ تھا۔ دُور دُور سے اہلِ علم اور اصحابِ فضل آکر اس سے استفادہ کرتے تھے۔ ۱۲۷۰ھ کے قریب مرزا سلیم کابلی اس کے مہتمم تھے جو صفی سلیم کے نام سے مشہور تھے۔ کتاب اسرارِ قاسمی اسی مرزا صفی سلیم کی ملکیت تھی۔ ۱۲۷۳ھ میں خان حبیب اللہ خان ولد اسد اللہ خان کا بھائی نور اللہ خان پشاور شہر جاکر مرزا صفی سلیم کے پاس ٹھہرا اور یہ کتاب نقل کرکے لایا۔ آخر میں تاریخِ کتابت درج ہے۔ ماہ محرم الحرام بروز پنج شنبہ در وقت چاشت ۱۲۷۳ھ۔

اس کتاب میں مختلف علوم کے اسرار جمع کیے گئے ہیں۔ ایک مسئلے کو لیا گیا ہے اور اس کے بعد اس مسئلے کا حل سبائی اور فینقی یا بلی کے مشترکہ رسم الخط کے حروفِ تہجّی میں درج کیا گیا ہے۔ یہ طریقہ کتاب کے آخر تک قائم رکھا گیا ہے۔ اس سلسلے میں ذیل میں ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے جو دلچسپی کا موجب ہوگا:

دخنة الفار: ایں دخنہ مفید است در دفع مضرتِ موشاں۔ بدیں عمل توان کرد۔ بگیر حشیشہ کہ آنرا گرچہ بیضا خوانند۔ آب آنرا بگیرد و نگاہ دارد۔ پس بستانہ

[illegible] جزوے وانہ [illegible] ودیگر [illegible] - [illegible]

[illegible] ہریک را جدا جدا بگیرد و بکوبد و ببیزد و با یکدیگر درآمیزد و بعصارۂ مذکور درآمیزد - عجین سازد و حبہا بندد برابر لوبیا و خشک کردہ در سایہ در وقتِ حاجت بکار برد - پس در ہر خانہ کہ حبہ ازاں تدخین سازد و موشاں در آن موضع جمع شوند از درو دیوار و سقف و زمین و از ہر جا کہ باشند مجتمع شوند - پس دفع ایشاں بہر نوع کہ خواہد کردہ باشد -

یہاں اس کا کتاب کا یہ اقتباس اس کے اس عجیب طرزِ بیان کو پیش کرنے کے لیے درج کیا گیا ہے کہ مخصوص باتوں کے لیے مخصوص ابجدی حروف استعمال کیے گئے ہیں - مندرجہ بالا ابجدی حروف میں [illegible] خصوصیت کے ساتھ بابلی نقوش ہیں - سبائی اور فینیقی نقوش تو عام ملتے ہیں - لیکن بابلی نقوش کے ابجدی حروف کی تختیاں اور کتبات کم ملتے ہیں - یہ قدیم ابجدی حروف اور نقوش کا فن ایک دلچسپ فن ہے، جس کو سمجھنا اور موضوع بحث ٹھہرانا آسان کام نہیں، ہر شخص اس پر اظہار رائے نہیں کر سکتا - مولانا خان نور اللہ خان نے اس کتاب کے آخر میں اپنے چند فارسی اشعار بھی درج کیے ہیں :

مر ترا بادا قسم بر حقِ اللہ | از عوام و خاص این را کن نگاہ
زانکہ ایں سرِّ است ز اسرارِ عظیم | کن نہاں در کیسہ خود ایں قند را
ورنہ خود گردی پشیماں اے عزیز | گر دہی بر دستِ بے عقل و تمیز
نامِ من نور اللہ خانِ شینہ ام | گفتہ پیشت ایں ز رازِ سینہ ام

شینہ ایک گاؤں کا نام ہے - نور اللہ خان کا تعلق خوانینِ شینہ کے خاندان سے تھا - مقطع میں انھوں نے اپنے نام کے ساتھ اپنے مقامِ سکونت کا ذکر کیا ہے - لیکن انھیں کیا معلوم تھا کہ جس راز کی انھوں نے حفاظت کی وہ ہمیشہ راز ہی رہے گا - کیونکہ اب قدیم سبائی بابلی اور فونیقی یا عبرانی رسم الخط کے جاننے والے ہی نہیں رہے جو ان حروف میں لکھے ہوئے رموز کو سمجھ سکیں -

کتب خانہ اخوند شیخ عبدالغفور قادری

مولانا اخوند حافظ شیخ عبدالغفور قادری کا شمار صوبہ سرحد کے ممتاز اور مشہور بزرگوں میں ہوتا ہے۔ وہ سوات کے حکمران خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ انھیں تصوف و طریقت سے گہرا لگاؤ تھا۔ ان کا کتب خانہ اس علاقے میں عدیم المثال کتب خانہ ہے جو جامع مسجد سیدو میں باباجی صاحب سوات کے احاطۂ مزار میں ہے۔ تفسیر و حدیث، فقہ و کلام، سیرت و سوانح، تصوف و سلوک، ادب و بلاغت اور فلسفۂ و حکمت سے متعلق ہر قسم کی کتابیں اس میں کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ بہت سی قلمی کتابیں ہراتی، خجندی اور سمرقندی کاغذ پر لکھی گئی ہیں۔ کشمیری اور سیالکوٹی کاغذ پر بھی متعدد کتابیں کتابت کی گئی ہیں۔ بعض کتابوں پر حواشی بھی ہیں۔ خطِ نسخ اور نستعلیق نہایت عمدہ ہے۔ جلدیں دیدہ زیب ہیں۔

اس کتب خانے میں تفسیر قرآن حکیم سے متعلق مندرجہ ذیل قلمی کتابیں موجود ہیں۔

تفسیر احمدی: اس کتب خانے میں تفسیر احمدی کے متعدد نسخے ہیں۔ یہ تفسیر کئی جلدوں میں ہے۔ موجودہ دور کے اہلِ علم میں جس طرح تفسیر کشاف، خازن، ابن کثیر وغیرہ تفسیریں متداول ہیں، اسی طرح تین ساڑھے تین سو سال قبل حلقۂ علما میں تفسیر احمدی متداول تھی اور باقاعدہ درسیات میں پڑھائی جاتی تھی۔

تفسیر قاضی شہاب: یہ تفسیر ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے زورِ قلم کا نتیجہ ہے۔ قاضی صاحب ممدوح اپنے عہد کے ممتاز اور جیّد عالم تھے اور علما و طلبا کی جماعتِ کثیر نے ان سے استفادہ کیا۔ ان کی علمی پرواز کی شہرت برصغیر پاک و ہند کی سرحدوں سے بہت آگے نکل گئی تھی اور ہر طبقے کے بزرگانِ دین ان کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ اس عہد کے حکمران بھی ان کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ سلطان ابراہیم شرقی بالخصوص ان کا احترام کرتا اور ان کی مجالس میں شریک ہوتا تھا۔

تفسیر سورۂ ملک: از یعقوب بن عثمان بن محمود بن محمد غزنوی چرخی ثم سندھی۔ اس کی تاریخ کتابت ۱۱۹۵ھ ہے۔

تفسیر غرائب القرآن: از نیشاپوری۔

تفسیر اتقان : از جلال الدین سیوطی -

جواہر التفسیر : از ملا کاشف ہروی (۸۹۷ھ)

تصوّف اور بعض دیگر علوم کے بارے میں درجِ تحت کتابیں اس کتب خانے کی زینت ہیں :

فتوحات قادری : جلد پر کشمیری زرکاری -

سفر السعادت : تالیف شاہ عبدالحق محدث دہلوی -

کتاب الطہارت فی تہذیب الاخلاق : تالیف ابن مسکویہ الخازن الرازی -

عوارف المعارف : تالیف شیخ شہاب الدین سہروردی -

حقائق المعارف : عوارف المعارف کی شرح ہے - (مؤلف اور سنِ کتابت نامعلوم)

سفینۃ الاولیا : : طبع آگرہ (ہند) ۱۸۵۳ء -

مسلک المتقین : تالیف الہ یار بخاری -

زاد اللبیب : تالیف امام کاشفی -

کتاب البزاز : (قلمی) در علم فقہ - یہ ایک قدیم اور مستند کتاب ہے -

الاشباہ والنظائر : از امام جلال الدین سیوطی - یہ کتاب ۱۷×۲۷/۴ سائز پر بہترین عربی رسم الخط میں لکھی گئی ہے -

کتاب الجزری : (قلمی) از امام جزری شافعی - یہ کتاب اس لحاظ سے اہم اور قیمتی ہے کہ اس عہد کے جزیرہ نمائے عرب کے ممتاز علما کے دستخط اس پر ثبت ہیں - اس کتاب کے آخر میں یہ عبارت درج ہے : الحاج عبدالرحمٰن آفندی ۱۱۴۰ھ (الفقیر شمس لمغانی)

| حافظ عبدالغفور ۱۲۸۷ھ | جناب شیخ حافظ اخوند عبدالغفور کی اصل مہر ششش پہلو ۱ً × ½ً ہے - خطِ طغرا میں منقوش ہے -

ذخیرۃ الملوک : تالیف شعبان ولد نظر محمد ساکن مستونگ - علاقہ قلات نصیر، بلوچستان - حسب الحکم سید عبدالرحیم شاہ ہمدانی ۱۲۳۰ھ -

لاجبوکی : علم فقہ کی کتاب شرح وقایہ کا حاشیہ ہے - تالیف ملّا بازمیر اخند زادہ ،

ساکن لاجوک، (دیر)

نورڈھیری : علمِ اصول کی دو کتابوں نورالانوار اور موبوی کا حاشیہ ہے جو موضع نورڈھیر ضلع مردان، صاحبزادہ مولانا عبدالقادر کی تالیف ہے۔

تقریب التہذیب : تالیف امام ابن حجر عسقلانی۔

فاتحہ خلف امام : یہ ایک قلمی رسالہ ہے جو مولانا عبدالرحمٰن ابدالی ابن قاضی سعید المعروف بہ خان مُلّا نے مُلّا میر حسین کے سوالات کے جواب میں بہ عہدِ حکومت امیر شیر علی خان شہر کابل میں تالیف کیا ہے۔ کاغذ سیالکوٹی اور تاریخ کتابت ۱۲۸۹ھ ہے۔

مولوی : علمِ اصولِ فقہ کی کتاب ہے۔ قلمی نسخہ، کاغذ سیالکوٹی۔ کاتب محمد شاہ سکنہ گولی گرام، سوات۔

شرح وقایہ : بہترین ہراتی کاغذ پر مرقوم اور کاشی کاری سے مزین ہے، یہ قلمی نسخہ ۱۲۵۲ھ میں محمد شریف صحاف (پشاور) سے خرید اگیا ہے۔

ابی المکارم : یہ قلمی نسخہ ہے فقیر فیض محمد نے ۱۱۰۷ھ میں بمقام شہر کوہاٹ لکھا ہے۔

مفاتیح الصلوٰۃ : تصنیف امام احمد حصونی، یہ بہت ہی پرانا قلمی نسخہ ہے۔ اس کے ایک حاشیے پر یہ مُہر ثبت ہے۔ غلام محمد عبداللہ۔ ۱۱۱۰ھ۔

کتاب کے آخر میں سیالکوٹی کاغذ کے چند صفحات کا بعد میں کسی نے اضافہ کر دیا ہے اور ان میں سے صفحہ ۳ پر بعض تاریخی یادداشتیں تحریر کی گئی ہیں جو اپنی جگہ معلوماتی اور دلچسپ ہیں۔ اگرچہ ان میں بعض تاریخوں پر ایک نظر ڈالنے کی بھی ضرورت ہے، وہ یادداشتیں یہ ہیں :

(۱) تاریخ گریختن یوسف زائی از احمد خان نوری زائی ۱۲۱۰ھ۔

(۲) شکست وزیر فتح خاں ۱۲۲۸ھ۔

(۳) شکست جبر بازار ۱۲۳۳ھ۔

(۴) شکست نوشہرہ ۱۲۳۸ھ۔

(۵) سوختن اوّل از دست سکھاں، ملک یوسف زائی ۱۲۴۰ھ۔

(۶) شکست شیدھو ۱۲۴۲ھ۔

(۷) مقدمہ سید احمد مع سردار سلطان محمد خان بر معیار ۱۲۴۵ھ۔

(۸) گرفتن سکھاں پیشور را ۱۲۴۹ھ۔

(۹) فتح یافتن سردار محمد اکبر خان و کشتن او ہری سنگھ را ۱۲۵۲ھ۔

(۱۰) گرفتن انگریز کابل را ۱۲۵۶ھ۔

(۱۱) درابا سین (دریائے سندھ) سیلابِ عظیم آمدن و غرق کردنش خلق خدا را ۱۲۸۵ھ۔

وبعدہٗ حادثہ زلزلہ عظیم شد ۹ ماہ پس پیش آمدہ بود و میان سیلاب دریائے سندھ و قتل شدن کفار بر مقام ترلاندی چہل روز است۔ و میان جہاد بر مقام ترلاندی و جہاد مقام یادحسین پنجاہ روز فاصلہ بودہ و سیزدہ روز بہ بعد بہ مقام سنگر با مشرکان قوم سکھ جہاد پیش آمدہ بود۔

اختلاف اہلِ ہند بہ انگریز و آغاز جہادِ ملی ۱۲۷۳ھ۔